ختمِ سحر کے وقت اذانِ فجر سننے والے

کے کھانے یا پینے کا حکم

کتبہ

ابو خبیب محمد حذیفہ

الناشر

ایچ گرافیک، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الأمین، وعلی آلہ وأصحابہ ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین، أما بعد:

سحری میں تاخیر کرنا سنت ہے، جیسا کہ اس کے خاص دلائل موجود ہیں لیکن اگر کوئی شخص سحری کر رہا ہو اور سحری کے دوران وقتِ سحر مکمل ہو گیا اور فجر کی اذان شروع ہو گئی تو اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے، ورنہ اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے مقابلے میں سنن ابو داود کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے، جس کو میں پیش کر کے اس پر تبصرہ کروں گا ملاحظہ کریں:

امام ابو داود سلیمان بن اشعث السجستانی رحمہ اللہ [المتوفی: ۲۷۵ھ] نے کہا:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ، فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ. سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی اذان سُنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے رکھے نہیں بلکہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔ [سنن أبی داود: ۱/۳۰۳، رقم الحدیث: ۲۳۵۰، تحقیق: رائد بن صبری، طبع: دار الحضارۃ]

تبصرہ:- یہ حدیث معلول (علت والی، کمزور) ضعیف ہے۔

امام العلل ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ [المتوفیٰ: ۲۷۷ھ] سے ان کے بیٹے نے پوچھا:

عَنْ حدیثٍ رَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادة، عَنْ حمّاد، عن محمد ابن عَمْرو، عَنْ أَبِي سَلَمة، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ، فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ؟ قلتُ

لأَبِي: وَرَوَى رَوحٌ أَيضًا عَنْ حمّاد، عَنْ عَمَّار بْنِ أَبِي عَمّار، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عن النبيِّ ﷺ، مِثْلَهُ، وَزَادَ فِيهِ: وَكَانَ المُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ إذا بَزَغَ الفَجْرُ.

اس حدیث کے بارے میں بتایئے جسے روح بن عبادہ روایت کرتے ہیں، وہ حماد سے، وہ محمد بن عمرو سے، وہ ابو سلمہ سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: { تم میں سے جب کوئی اذان سُنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے رکھے نہیں بلکہ اپنی ضرورت پوری کرلے۔ } میں نے اپنے والد سے کہا: روح نے ایک اور روایت بھی بیان کی ہے، حماد سے، وہ عمار بن ابی عمار سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کرتے ہیں، اور اس میں یہ اضافہ ہے: { اور مؤذن فجر طلوع ہونے پر اذان دیتا تھا۔ }

اس پر امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"هذانِ الحديثانِ لَيْسَا بِصَحِيحَينِ؛ أَمَّا حديثُ عمَّار: فَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفٌ، وعمَّارٌ ثقةٌ. والحديثُ الآخَرُ: لَيْسَ بِصَحِيحٍ. یہ دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ رہی عمار والی حدیث تو وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف ہے (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوعاً ثابت نہیں ہے۔) اور عمار ثقہ ہیں، اور دوسری حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔ [کتاب العلل لابن أبي حاتم: ۲/۲۳۶-۲۳۷، رقم: ۳۴۱، تحقیق: سعد الحمید، طبع: مؤسسۃ الجریسی]

• معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، بلکہ معلول ہے جس میں علت واقع ہوئی ہے اور اسے علل کی ماہر امام ہمیں بتا رہے ہیں۔ امام ابو الحسن علی بن محمد ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ [المتوفی: -۶۲۸ھ] اسی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فیصلہ سناتے ہیں: **فبقي مشكوكاً فيه.** لہٰذا یہ حدیث مشکوک ہی باقی رہتی ہے۔

[بیان الوہم والإیہام لابن القطان: ۲۸۲/۲، تحت رقم: ۲۷۷، تحقیق: الحسین آیت سعید، طبع: دار طیبۃ]

اسی بات کی تائید کرتے ہوئے امام ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر ابن القیم الجوزیۃ رحمہ اللہ [المتوفی: ۷۵۱ھ] فرماتے ہیں: **هذا الحديث أعلّه ابن القطان بأنه مشكوك في اتصاله.** اس حدیث پر امام ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ نے یہ علت بتائی ہے کہ اس کے متصل ہونے میں شک ہے۔ [تہذیب سنن أبی داود لابن القیم: ۲۴/۲، تحت رقم: ۲۲۴۹/۲۱۱، تحقیق: نبیل بن نصار السندی، طبع: دار عطاءات العلم]

• یعنی اس حدیث کی سند اور متن میں اختلاف واقع ہوا ہے جس وجہ سے یہ حدیث معلول پاتی ہے، یہی ائمہ علل کی تحقیق ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے بلکہ غیر ثابت ہے۔ اگر یہ حدیث ثابت بھی ہے تو؟ فرض کر لیجیے اگر یہ حدیث ثابت ہے۔ لیکن اس حدیث کا وہ معنیٰ نہیں ہے جو اس حدیث کے ظاہر سے لیا جاتا ہے، چنانچہ:

امام ابو سلیمان حمد بن محمد البستی الخطابی رحمہ اللہ [المتوفی: ۳۸۸ھ] اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

قلت هذا على قوله إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم أو يكون معناه أن يسمع الأذان وهو يشك في الصبح مثل أن تكون السماء متغمة فلا يقع له العلم بأذانه أن الفجر قد طلع. میں کہتا ہوں: اس حدیث کا مطلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق ہے جس میں آپ نے فرمایا: { بے شک بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیتے ہیں، پس تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں } یا اس حدیث کا معنی یہ ہو سکتا ہے آدمی اذان سنے جبکہ اسے صبح ہونے میں شک ہو (یقین نہ ہو) مثلاً آسمان میں بادل ہوں اور اسے اذان سن کر یہ علم نہ ہو سکے کے فجر طلوع ہو چکی ہے۔" مزید فرماتے ہیں:

فأما إذا علم انفجار الصبح فلا حاجة به إلى أذان الصارخ لأنه مأمور بأن يمسك عن الطعام والشراب إذا تبين له الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر. لیکن جب اسے فجر طلوع ہونے کا یقین ہو جائے تو پھر اسے پکارنے والے کی اذان کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ اس بات کا مامور ہے کہ جب اس کے لیے فجر کا سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے تو کھانے پینے سے رک جائے۔

[معالم السنن للخطابی: ۱۰۶/۲، طبعہ وصححہ: محمد راغب الطباخ، فی المطبعۃ العلمیۃ]

امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ [المتوفی: ۴۵۸ھ] اس حدیث پر تبصرہ یوں فرماتے ہیں:

وَهَذَا إِنْ صَحَّ فَهُوَ مَحْمُولٌ عِنْدَ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ أَنَّ الْمُنَادِيَ كَانَ يُنَادِي قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِحَيْثُ يَقَعُ شُرْبُهُ قُبَيْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، وَقَوْلُ الرَّاوِي: وَكَانَ الْمُؤَذِّنُونَ يُؤَذِّنُونَ إِذَا بَزَغَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ خَبَرًا مُنْقَطِعًا مِمَّنْ دُونَ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ يَكُونُ خَبَرًا عَنِ الْأَذَانِ الثَّانِي، وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ" خَبَرًا عَنِ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ لِيَكُونَ مُوَافِقًا لِمَا. پس اگر یہ روایت صحیح ہو تو جمہور اہل علم کے نزدیک اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ مؤذن طلوع فجر سے پہلے اذان دیتا تھا، اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پینا طلوع فجر سے ذرا پہلے واقع ہوتا تھا۔ اور راوی کا یہ کہنا: {اور مؤذن طلوع فجر ہونے پر اذان دیتے تھے} اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نیچے کے کسی راوی کی منقطع خبر ہو یا پھر یہ دوسری اذان کے بارے میں خبر ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: {جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ

میں ہو } یہ پہلی اذان کے بارے میں خبر ہے تا کہ وہ اس بات کے موافق ہو جو (اوپر بیان ہوا ہے)۔[السنن الکبری للبیہقی:۳۶۸/۴، تحت رقم:۸۰۲۰، تحقیق:عبد القادر عطا،طبع:دار الکتب العلمیۃ]

امام ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن مفلح الحنبلی رحمہ اللہ [المتوفی:-۷۶۳ھ] اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں: **فَمَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يَتَحَقَّقْ طُلُوعُ الْفَجْرِ**. اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی طلوعِ فجر کا یقینی طور پر ثابت ہونا نہیں ہوا تھا۔[الفروع و تصحیح الفروع لابن مفلح:۳۴/۵، تحقیق: الترکی،طبع:مؤسسۃ الرسالۃ]

امام ابو المعالی محمد بن ابراہیم المناوی رحمہ اللہ [المتوفی:-۸۰۳ھ] اس حدیث پر خطابی رحمہ اللہ کے قول کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:

ولا بد من حمل الحديث على أنه لم يتحقق طلوع الفجر ولا غلب على ظنه. لہٰذا حدیث کو اسی معنی پر محمول کرنا ضروری ہے کہ فجر کا طلوع ہونا نہ تو یقینی طور پر ثابت ہوا تھا اور نہ ہی اس کے غالب گمان میں تھا۔[کشف المناہج والتناقیح فی تخریج أحادیث المصابیح: ۱۶۷/۲، تحت رقم:۱۴۲۷، تحقیق:محمد اسحاق محمد ابراہیم،طبع:الدار العربیۃ للموسوعات]

• ائمہ تحقیق کی ان توجیہات سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو گا کہ فجر کا وقت ہو جانے پر جو اذان فجر ہوتی ہے تو اس وقت کھایا یا پیا جا رہا ہو تو اسے رکا نہیں جائے گا۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات جب کہی گئی یا تو وہ اذان اول کے بارے میں ہے جو بلال رضی اللہ عنہ فجر سے پہلے دیتے تھے یا فجر سے تھوڑا پہلے (جیسا کہ دو فجروں والی بحث میں آگے آئے گا) کے بارے میں ہے لیکن عین فجر کے بارے میں ہر گز نہیں ہے کیونکہ اس وقت روزہ شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمان ہے اور صحیح البخاری و مسلم کی احادیث میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے اور اسی طرح امت کا اجماع ہو گیا ہے یہ سب چیزیں آگے ذکر کی جائیں گی۔

سحری کا اختتام قرآن مجید کی روشنی میں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ. اور کھاؤاور پیو، یہاں تک کہ تمہارے لیے سیاہ دھاگے سے سفید دھاگا فجر کا خوب ظاہر ہو جائے، پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔[سورۃ البقرۃ: آیت:۱۸۷]

• اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کھایا پیا جائے گا یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو جائے اس کے بعد رک جاؤ یہ ایک پیمانہ اللہ رب العالمین نے ہمیں بتا دیا ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ [المتوفی:-۳۱۰ھ] فرماتے ہیں:

لأن الخيطَ الأبيضَ من الفجرِ يتبيَّنُ عندَ ابتداءِ طلوعِ أوائلِ الفجرِ، وقد جعَل اللهُ تعالى ذكرُه ذلك حدًّا لمن لزِمه الصومُ في الوقتِ الذي أباح إليه الأكلَ والشربَ والمباشرةَ. کیونکہ فجر کا سفید دھاگا فجر کی ابتدائی روشنی کے طلوع ہوتے ہی نمایاں ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسی کو اس شخص کے لیے حد مقرر کیا ہے جس پر روزہ لازم ہو، یعنی اسی وقت تک کھانے، پینے اور مباشرت کی اجازت دی ہے۔[تفسیر الطبری: ۲۶۱/۳، تحقیق: الترکی، طبع: دارہجر]

• امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ صاف بتا رہے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے فجر کے وقت کی روزہ دار کے لیے ایک حد باندھ دی ہے، اسی طرح امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ اس آیت کے معنیٰ کو سمجھنے کے لیے امام اسامہ بن زید اللیثی رحمہ اللہ کے قول کو بھی نقل کرتے ہیں ملاحظہ کریں:

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ [المتوفی:-۳۱۰ھ] نے کہا:

حدَّثني يونسُ، قال: أخبَرنا ابنُ وهبٍ، قال: قال ابنُ زيدٍ في قولِه:

{مِنَ الْفَجْرِ} . قال: ذلك الخيطُ الأبيضُ هو من الفجرِ نسبةً إليه، و ليس الفجرَ كلَّه. فإذا جاء هذا الخيطُ وهو أوَّلُه. فقد حلَّتِ الصَّلاةُ، وحرُمَ الطعامُ والشرابُ على الصائمِ. امام ابوزید اسامہ بن زید اللیثی رحمہ اللہ [المتوفی :- ۱۵۳ھ] اللہ تعالیٰ کے قول (مِنَ الْفَجْرِ) کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ جو سفید دھاگا ہے، وہ فجر ہی میں سے ہے، اس کی نسبت اسی کی طرف ہے، لیکن وہ پوری فجر نہیں ہے۔ پس جب یہ سفید دھاگا ظاہر ہو جائے، اور وہ فجر کی ابتدا ہے، تو نماز حلال (جائز) ہو جاتی ہے، اور روزہ دار پر کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے۔[تفسیر الطبری: ۲۶۱/۳، تحقیق: الترکی، طبع: دار ہجر، وسندہ صحیح]

• معلوم ہوا کہ شروع ہی فجر روزہ دار کے لیے حدِ مقرر ہے، اس کا ابتدائی وقت شروع ہوتے ہی روزہ دار کے لیے کھانا پینا حرام اور نمازِ فجر حلال ہو جاتی ہے۔

امام ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ [المتوفی :- ۸۵۲ھ] اس آیت کی بابت فرماتے ہیں:

وَمَعْنَى الْآيَةِ حَتَّى يَظْهَرَ بَيَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّيْلِ، وَهَذَا الْبَيَانُ يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ فَفِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ مَا بَعْدَ الْفَجْرِ مِنَ النَّهَارِ. اور آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ: یہاں تک کہ دن کی سفیدی رات کی سیاہی سے ظاہر ہو جائے۔ اور یہ وضاحت فجرِ صادق کے طلوع ہونے سے حاصل ہوتی ہے، پس اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ فجر کے بعد کا وقت دن میں شمار ہوتا ہے۔[فتح الباری شرح صحیح البخاری: ۱۳۴/۴، طبع: المکتبۃ السلفیۃ]

• ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے اپنے کلام میں جو روزہ دار شخص کے لیے حد قائم کی ہے وہ بالکل ابتدائی فجر سے ہے جیسا ہی اس کا وقت آجائے پھر ایک روزہ دار کو کھانے پینے سے بالکل رک جانا چاہیے ورنہ اس کا روزہ فاسد ہو سکتا ہے۔

سحری کا اختتام احادیث صحیحہ کی روشنی میں:

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ [المتوفی: -۲۵۶ھ] نے کہا:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ؛ فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ. سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بلال رضی اللہ عنہ کچھ رات رہے سے اذان دے دیا کرتے تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دیں تم کھاتے پیتے رہو کیوں کہ وہ صبح صادق کے طلوع سے پہلے اذان نہیں دیتے۔

[صحیح البخاری: ۱/۳۰۲، رقم الحدیث: ۱۹۱۸، تحقیق: زائد بن صبری، طبع: دار الحضارة]

• اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نے روزے دار شخص کے لیے اس حدِ مقرر اذان فجر کو بنایا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جب اذان دیں تب تم رک جاؤ اور خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وضاحت فرما رہی ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ فجر سے پہلے ایک اذان دیتے تھے تو اس لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کھانے پینے کی اجازت دی اور اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جو سنن ابوداود والی حدیث ہے وہ حدیث اگر صحیح بھی ثابت ہو جائے تب بھی وہ بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث پر محمول کی جائے گی نہ کہ اذان فجر پر یہی تحقیق امام خطابی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی ہے جیسا کہ پچھلے سطور میں گزر چکا ہے، والحمد للہ۔

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ [المتوفی: -۲۵۶ھ] نے کہا:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا

وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، ثُمَّ قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى، لاَ يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ: أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ. رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ تو رات رہے اذان دیتے ہیں۔ اس لیے تم لوگ کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں۔ راوی نے کہا کہ: وہ نابینا تھے اور اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک ان سے کہا نہ جاتا کہ صبح ہو گئی۔ صبح ہو گئی۔

[صحیح البخاری: ١/١٠٦، رقم الحدیث: ٦١٧، تحقیق: رائد بن صبری، طبع: دار الحضارۃ]

• اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کے متعین وقت اذان دیتے تھے اور وہ خود سے نہیں دیتے تھے کہ یہ کہا جا سکے وہ کبھی جلدی اذان دے دیتے ہوں جب کہ ان سے جب کہا جاتا تھا تب وہ اذان دیتے تھے کیونکہ وہ نابینا تھے ٹھیک اسی طرح سے آج ہمارے دَور میں بھی وقتِ فجر متعین ہے اور وسائل ہیں انہی کی بنیاد پر اگر فجر کی اذان ہو رہی ہو تو روزہ دار کو چاہیے کہ وہ فوراً رک جائے کیوں ہم فجر کے وقت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ایک بات یاد رہے کہ کوئی یہ نا سمجھے کہ فجر کا وقت اندھیرا ہوتا ہے تو اس کی بحث ہم پچھلے سطور میں کر آئیں ہیں کہ ابتدائی فجر سے ہی روزے دار شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کی حد مقرر کر دی ہے اور ایک حدیث سے اور اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے اندھیرے سے ہی فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے ملاحظہ کریں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ [المتوفی: -٢٥٦ھ] نے کہا:

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: قَدِمَ الحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ:۔۔۔الخ. وَالصُّبْحَ كَانُوا أَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ. سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور صبح کی نماز صحابہ رضی اللہ عنہم یا (یہ کہا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اندھیرے میں پڑھتے تھے۔[صحیح البخاری:۱/۹۷،رقم الحدیث:۵۶۰،تحقیق:رائد بن صبری،طبع:دار الحضارۃ]

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ [المتوفی:-۲۵۶ھ] نے کہا:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَيَنْصَرِفْنَ نِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يُعْرَفْنَ مِنْ الْغَلَسِ أَوْ لَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا. سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز منہ اندھیرے پڑھتے تھے۔ مسلمانوں کی عورتیں جب (نماز پڑھ کر) واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے ان کی پہچان نہ ہوتی یا وہ ایک دوسری کو نہ پہچان سکتیں۔[صحیح البخاری:۱/۱۴۰،رقم الحدیث:۸۷۲،تحقیق:رائد بن صبری،طبع:دار الحضارۃ]

• قارئین یہ تھے وہ دلائل جن سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ نمازِ فجر کا ابتدائی وقت شروع ہو جاتا ہے اگرچہ روشنی نمودار ہو یا نا ہو لیکن اس حد مقرر ہو جاتی ہے جیسا کہ ہم پچھلے سطور میں پوری بحث کرتے چلے آرہے ہیں۔

سحری کا اختتام اثرِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روشنی میں:

سحری کے وقت کا اختتام کی بحث اوپر سے جو چلی آرہی ہے اس میں ایک اضافی بحث اور شامل کر رہا ہوں جس سے یہ مسئلہ اور وضاحت سے معلوم ہو جائے گا کہ فجر دو طرح کی ہوتی ہیں ایک فجر جو اوپر سے طلوع ہوتی ہے جس سے نمازِ فجر پڑھنا لازم نہیں آتا اور ایک فجر وہ جس کے ہو جانے سے نماز کا وقت لازم آجاتا ہے اور روزہ دار کے لیے کچھ کھانا یا پینا حرام ہو جاتا ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ [المتوفی:-۲۷۳ھ] نے کہا:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ لِيَنْتَبِهَ نَائِمُكُمْ وَلِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَلَكِنْ هَكَذَا يَعْتَرِضُ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ. سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے سے روکے نا، وہ تو اس لیے اذان دیتا ہے کہ تم میں سے جو سو رہا ہے، وہ جاگ جائے اور جو قیام کر رہا ہے وہ (نماز فجر کی تیاری کی طرف) لوٹ جائے۔ اور فجر یہ نہیں کہ (روشنی) اس طرح (اوپر بلند) ہو جائے، بلکہ اس طرح ہے، یعنی آسمان کے افق پر چوڑائی کے رخ پھیل جائے۔ [سنن ابن ماجہ:۱/۲۵۷، رقم الحدیث:۱۶۹۶، تحقیق: رائد بن صبری، طبع: دار الحضارۃ، والحدیث صحیح]

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ [المتوفی: -۲۱۱ھ] نے کہا:

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: هُمَا الْفَجْرَانِ فَأَمَّا الْفَجْرُ الَّذِي يَسْطَعُ فِي السَّمَاءِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ وَلَا يُحِرِّمُ شَيْئًا، وَلَكِنَّ الْفَجْرَ الَّذِي يَنْتَشِرُ عَلَى رُءُوسِ الْجِبَالِ فَهُوَ الَّذِي يُحَرِّمُ "، فَقَالَ عَطَاءٌ: فَأَمَّا إِذَا سَطَعَ سُطُوعًا فِي السَّمَاءِ ـ وَسُطُوعُهُ أَنْ يَذْهَبَ فِي السَّمَاءِ طُولًا فَإِنَّهُ لَا يُحَرِّمُ لَهُ فِي الشَّرَابِ لِصِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ، وَلَا يَفُوتُ لَهُ حَجٌّ، وَلَكِنْ إِذَا انْتَشَرَ عَلَى رُءُوسِ الْجِبَالِ حَرُمَ الشَّرَابُ عَلَى الصَّوْمِ وَفَاتَ لَهُ الْحَجُّ. سیدنا عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: صبح صادق دو قسم کی ہوتی ہے، ایک وہ جو آسمان میں پھیلتی ہے وہ کوئی چیز نہیں ہوتی اور یہ کسی چیز کو حرام نہیں کرتی (یعنی روزہ دار کے لیے کھانا پینا جائز ہوتا ہے اس وقت رکا نہیں جاتا) لیکن وہ فجر جو پہاڑوں کی چوٹیوں میں پھیل جاتی ہے وہ ہے جو (روزہ دار کے لیے کچھ کھانے پینے کو) حرام قرار دیتی ہے۔

عطاء کہتے ہیں: (یعنی جناب ابن عباس کے شاگرد مفتی مکہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ [المتوفی: -۱۱۴ھ] اور وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) جہاں تک آسمان میں لمبائی کی سمت میں پھیلنے والی روشنی کا تعلق ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آسمان میں لمبائی کی سمت میں پھیلے، یہ روزے کے لیے کھانے یا پینے کو حرام قرار نہیں دیتی، نماز کو حرام قرار نہیں دیتی، اس کی وجہ سے حج فوت نہیں ہوتا، لیکن جب یہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھیل جائے تو روزہ رکھنے کے لیے پینا حرام ہو جاتا ہے، ایسے شخص کا حج فوت ہو جاتا ہے (یعنی وہ اصل میں فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔) [مصنف عبد الرزاق: ۵۴/۳، رقم الاثر: ۴۷۶۵، تحقیق: الاعظمی، طبع: المکتب الاسلامی، والاثر صحیح] (نوٹ: -امام عبد الرزاق رحمہ اللہ تدلیس سے بَری ہیں، لہٰذا یہ سند صحیح ہے۔)

امام الائمہ ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ [المتوفی: -۳۱۱ھ] ایک اسی معنیٰ کی حدیث پر تبویب کرتے ہیں:

بَابُ ذِكْرِ بَيَانِ الْفَجْرِ الَّذِي يَجُوزُ صَلَاةُ الصُّبْحِ بَعْدَ طُلُوعِهِ، إِذِ الْفَجْرُ هُنَا فَجْرَانِ، طُلُوعُ أَحَدِهِمَا بِاللَّيْلِ، وَطُلُوعُ الثَّانِي يَكُونُ بِطُلُوعِ النَّهَارِ. اس فجر کے ذکر کا بیان جس کے طلوع ہونے کے بعد نمازِ صبح ادا کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ فجر کی دو قسمیں ہیں ایک فجر رات کو طلوع ہوتی ہے اور دوسری دن کے طلوع ہونے کے ساتھ طلوع ہوتی ہے۔

اس کے بعد حدیث کو ذکر کر کے مزید کہتے ہیں:

فِي هَذَا الْخَبَرِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ صَلَاةَ الْفَرْضِ لَا يَجُوزُ أَدَاؤُهَا قَبْلَ دُخُولِ وَقْتِهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ فَجْرٌ يَحْرُمُ فِيهِ الطَّعَامُ يُرِيدُ عَلَى الصَّائِمِ، وَيَحِلُّ فِيهِ الصَّلَاةُ يُرِيدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، وَفَجْرٌ يَحْرُمُ فِيهِ الصَّلَاةُ يُرِيدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ الْأَوَّلُ لَمْ يَحِلَّ أَنْ يُصَلَّى فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ صَلَاةُ الصُّبْحِ؛ لِأَنَّ الْفَجْرَ الْأَوَّلَ يَكُونُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يُرِدْ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ

يُتَطَوَّعَ بِالصَّلَاةِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ الْأَوَّلِ، وَقَوْلُهُ: وَيَحِلُّ فِيهِ الطَّعَامُ يُرِيدُ لِمَنْ يُرِيدُ الصِّيَامَ. اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ فرض نماز کو اس کے وقت ہونے سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں۔ {آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ایک فجر وہ ہے کہ اس میں کھانا کھانا حرام ہوتا ہے۔} آپ کی مُراد روزے دار ہے۔ {اور اس میں نماز کا ادا کرنا حلال ہوتا ہے۔} آپ کی مُراد نمازِ فجر ہے۔ اور ایک فجر وہ ہے جس میں نماز پڑھنا حرام ہوتا ہے۔ آپ کی مُراد نمازِ فجر ہے۔ کیوں کہ جب فجر اول طلوع ہوتی ہے تو اس وقت نمازِ فجر ادا کرنا جائز نہیں کیوں کہ فجر اول رات کے وقت طلوع ہوتی ہے۔ آپ کا مقصد یہ نہیں کہ اس وقت نفلی نماز ادا نہیں کی جاسکتی۔ {آپ کا یہ فرمان: اور اس میں کھانا کھانا حلال ہوتا ہے۔} آپ کی مُراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھنا چاہتا ہو تو وہ کھانا کھا سکتا ہے۔ [صحيح ابن خزيمة: ١/ ١٨٤، تحت الحديث: ٣٥٦، بتحقيق: الأعظمي، طبع: المكتب الإسلامي]

امام ابو الفضل صالح بن احمد ابن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ [المتوفی: -٢٦٦ھ] نے کہا:

سَأَلت أَبِي عَن الْفجْر الَّذِي يحرم الطَّعَام وَالشرَا بفَقَالَ هما فجران الْفجْر المستطيل وَالْفجْر الْمُعْتَرض فَالَّذِي يحرم الطَّعَام وَالشرَاب الْفجْر الْمُعْتَرض. میں نے اپنے والد امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ [المتوفی: -٢٤١ھ] سے اس فجر کے بارے میں پوچھا جس سے کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: فجر دو قسم کی ہوتی ہے: فجرِ مستطیل (جو لمبی سیدھی لکیر کی طرح اوپر کی طرف ظاہر ہوتی ہے). فجرِ معترض (جو افق میں پھیلتی ہے). پس جس فجر سے کھانا اور پینا حرام ہوتا ہے وہ فجرِ معترض ہے۔ [مسائل الإمام أحمد رواية ابنه أبي الفضل صالح: ٣/ ٢٠٢، رقم: ١٦٥٣، بتحقيق: د. فضل الرحمن، طبع: الدار العلمية—الهند]

اس پر عنوان قائم کرتے ہوئے امام ابو الفضل صالح رحمہ اللہ لکھتے ہیں

:الْفجْر الَّذِي يحرم الطَّعَام وَالشرَاب للصَّائِم. وہ فجر جس سے روزہ دار پر

کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے۔[مسائل الإمام أحمد روایۃ ابنہ أبی الفضل صالح:۲۰۲/۳، قبل رقم:۱۶۵۳، تحقیق:د. فضل الرحمن، طبع:الدار العلمیۃ–الہند]

امام ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد البغوی رحمہ اللہ [المتوفی:-۵۱۶ھ] فرماتے ہیں:

وَالْفَجْرُ فَجْرَانِ: الْكَاذِبُ، وَالصَّادِقُ، فَالْكَاذِبُ يَطْلُعُ أَوَّلًا مُسْتَطِيلًا يَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ، تُسَمِّيهِ الْعَرَبُ: ذَنَبَ السِّرْحَانِ، فَبِطُلُوعِهِ لَا يَدْخُلُ وَقْتُ الصُّبْحِ، وَلَا يَحْرُمُ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ، ثُمَّ يَغِيبُ ذَلِكَ، فَيَطْلُعُ الصَّادِقُ مُعْتَرِضًا، يَنْتَشِرُ فِي الأُفُقِ، فَبِطُلُوعِهِ يَدْخُلُ وَقْتُ صَلاةِ الصُّبْحِ، وَيَحْرُمُ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ. فجر دو قسم کی ہوتی ہے: کاذب اور صادق۔ فجرِ کاذب پہلے نمودار ہوتی ہے، لمبی لکیر کی طرح اوپر آسمان کی طرف اٹھتی ہے، عرب اسے "بھیڑیے کی دم" کہتے تھے۔ اس کے طلوع ہونے سے نہ فجر کا وقت داخل ہوتا ہے اور نہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوتا ہے۔ پھر وہ سفیدی ختم ہو جاتی ہے، اس کے بعد فجرِ صادق طلوع ہوتی ہے جو افق میں عرض کے ساتھ پھیل جاتی ہے۔ اسی کے طلوع ہونے سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔[شرح السنۃ للبغوی:۳۰۱/۲، تحت رقم الحدیث:۴۳۵، تحقیق:د. شعیب الأرنؤوط، طبع:المکتب الإسلامی]

• قارئین جان لیجیے جس فجر سے نمازِ فجر لازم آجاتی ہے اس فجر سے روزہ دار کے لیے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اسی چیز کی وضاحت صحابی رسول جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے جس کی وضاحت امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کر دی ہے، اسی کو ئی ائمہ محدثین نے سمجھایا ہے۔ اسی طرح اب فجر کی اذان کے وقت اگر کوئی شخص کچھ کھا پی رہا ہو اور وہ اذان نمازِ فجر کے لیے ہو رہی ہو تو روزہ دار شخص پر لازماً واجب ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

سحری کا اختتام ائمہ محدثین رحمہم اللہ اور اجماع اُمت کی روشنی میں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی المطلبی رحمہ اللہ [المتوفی: - ۲۰۴ھ] فرماتے ہیں:
وَاسْتُحِبَّ التَّأَنِّي بِالسُّحُورِ مَا لَمْ يَكُنْ فِي وَقْتٍ مُقَارِبٍ يَخَافُ أَنْ يَكُونَ الْفَجْرُ طَلَعَ فَإِنِّي أُحِبُّ قَطْعَهُ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ. فَإِنْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَفِي فِيهِ شَيْءٌ قَدْ أَدْخَلَهُ وَمَضَغَهُ لَفَظَهُ؛ لِأَنَّ إِدْخَالَهُ فَاهُ لَا يَصْنَعُ شَيْئًا إِنَّمَا يُفْطِرُ بِإِدْخَالِهِ جَوْفَهُ. فَإِنْ ازْدَرَدَهُ بَعْدَ الْفَجْرِ. قَضَى يَوْمًا مَكَانَهُ. سحری میں تاخیر (یعنی آخر وقت تک کھانا) مستحب ہے، جب تک کہ وہ ایسے قریب وقت میں نہ پہنچ جائے کہ اندیشہ ہو کہ شاید فجر طلوع ہو چکی ہو، کیونکہ میں اس وقت سحری روک دینا پسند کرتا ہوں۔ اگر فجر طلوع ہو جائے اور اس کے منہ میں کوئی چیز ہو جسے اس نے داخل کر لیا ہو اور چبا رہا ہو، تو اسے اُگل دے، کیونکہ صرف منہ میں ڈال لینا کچھ اثر نہیں رکھتا، روزہ تو اس وقت ٹوٹتا ہے جب وہ چیز پیٹ کے اندر پہنچ جائے۔ لیکن اگر فجر کے بعد اسے نگل لیا تو اس کے بدلے ایک دن کی قضا کرے گا۔[کتاب الام للشافعی:۱۰۵/۲،طبع: دار الفکر]

امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی المطلبی رحمہ اللہ [المتوفی: - ۲۰۴ھ] مزید فرماتے ہیں:
وَلَا أَحَدٌ عَلِمْنَاهُ يَقُولُ بِهَذَا إِنَّمَا السُّحُورُ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ. ہم نے کسی کو بھی اس قول کا قائل نہیں پایا۔ سحری تو طلوعِ فجر سے پہلے ہی ہوتی ہے، اور جب فجر طلوع ہو جائے تو روزہ دار پر کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے۔[کتاب الام للشافعی:۱۷۹/۷،طبع: دار الفکر]

امام ابو عمر یوسف بن عبد البر النمری اندلسی رحمہ اللہ [المتوفی: - ۴۶۳ھ] فرماتے ہیں:
أَنَّ السُّحُورَ لا يكونُ إلّا قبلَ الفجْرِ. لقولِهِ: إِنَّ بلالًا يُنادي بلَيل، فكلوا. ثُمَّ منعهُم من ذلك عندَ أذانِ ابن أُمِّ مَكْتُوم. وهُو إجماعٌ لم

يُخالِفُ فيه إلّا الأعمشُ، فشذَّ، و لم يُعرَّجُ على قولِهِ. والنَّهارُ الذي يجِبُ صيامُهُ: من طُلُوعِ الفجرِ، إلى غُرُوبِ الشَّمسِ. على هذا إجماعُ عُلماءِ المُسلِمين. سحری صرف فجر سے پہلے ہی ہوتی ہے، کیونکہ { نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیتے ہیں، پس تم کھاؤ (اور پیو)، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان کے وقت انہیں اس سے روک دیا۔ } اور یہ اجماع ہے، اس میں صرف الأعمش رحمہ اللہ نے مخالفت کی، تو وہ شاذ ہو گئے، اور ان کے قول کی طرف التفات نہیں کیا گیا۔ اور وہ دن جس کا روزہ واجب ہے، وہ طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے۔ اسی پر تمام مسلمان علماء کا اجماع ہے۔[کتاب التمہید لابن عبد البر:٦/٤٩١-٤٩٢، تحقیق: لطفی محمد الصغیر، طبع: موسسۃ الفرقان للتراث الإسلامی]

امام ابو بکر محمد بن موسی بن عثمان الحازمی رحمہ اللہ [المتوفیٰ:-٥٨٤ھ] فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى تَرْكِ الْعَمَلِ بِظَاهِرِ هَذَا الْخَبَرِ، وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي الْوَقْتِ الَّذِي يَحْرُمُ فِيهِ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى مَنْ يُرِيدُ الصَّوْمَ: فَذَهَبَ عَامَّةُ عُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ إِلَى جَوَازِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ إِلَى حِينِ اعْتِرَاضِ الْفَجْرِ الْآخِرِ فِي الْأُفُقِ. اہلِ علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس خبر کے ظاہر پر عمل ترک کر دیا گیا ہے۔ اور اس وقت کے بارے میں اختلاف ہے جس میں روزہ رکھنے والے پر کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور ان کے بعد آنے والے عام اہلِ علم (یعنی جمہور علماءِ امصار) اس بات کے قائل ہیں کہ کھانا اور پینا اس وقت تک جائز ہے جب تک دوسری فجر افق میں پھیل نہ جائے (یعنی فجرِ صادق ظاہر نہ ہو جائے)۔[کتاب الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار:١/١٤٤، طبع: دائرۃ المعارف العثمانیۃ]

امام ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ [المتوفی: ۷۵۱ھ] فرماتے ہیں:
وذهب الجمهور إلى امتناع السحور بطلوع الفجر، وهو قول الأئمة الأربعة وعامَّةِ فقهاء الأمصار. جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ طلوعِ فجر کے ساتھ ہی سحری کرنا ممنوع ہو جاتا ہے۔یہی چاروں ائمہ کا قول ہے اور عام فقہائے امصار کا بھی۔[تهذيب سنن أبي داود لابن القيم: ۲۵/۲، تحت رقم: ۲۲۴۹/۲۱۱، تحقیق: نبیل بن نصار السندی، طبع: دار عطاءات العلم]

• پوری تحقیق کا حاصل کلام یہ ہے کہ جب فجر کا وقت داخل ہو جائے تو ایک روزہ دار کوئی چیز کھا یا پی رہا ہو تو اس کو چھوڑ دے کیوں کہ وہ فجر کے وقت میں داخل ہو گیا ہے اب اس کے لیے نمازِ فجر واجب ہو گئی ہے۔اسی طرح سنن ابو داود کی حدیث ضعیف ہے ثابت نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیتا ہے تو اس کی وضاحت امام خطابی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے کر رکھی ہے اور خود صحیح بخاری و مسلم کی احادیث اس حدیث کی تشریح کر رہی ہیں کہ وہ فجر والی اذان نہیں بلکہ فجر سے پہلے والی اذان ہے اس کو اسی معنیٰ پر محمول کیا جائے گا۔اسی طرح صحابی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی فجر کی تعریف کو بیان کیا جس پر ائمہ محدثین نے تشریحات پیش کی ہیں اور سنن ابن ماجہ کی حدیث اس پر عین دلیل ہے اور یہ سب کھانا پینا فجر کے وقت سے پہلے ہے وقت ہو جانے پر نماز واجب ہے اور روزہ دار شخص کے لیے کھانا پینا حرام ہے۔ سی طرح ائمہ محدثین نے تو اس مسئلہ میں اجماع تک نقل کر دیا کہ وقتِ فجر ہو جانے پر روزہ دار شخص کو کھانا اور پینا چھوڑ دینا چاہیے اور اپنا روزہ شروع کرنا چاہیے، یہی بہتر موقف ہے اسی پر سارے کے سارے دلائل موجود ہیں۔بے شک اللہ رب العالمین راہ راست کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں، آمین۔

کتبه
ابو خبيب محمد حذيفه
۶ رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ

الناشر
ایچ گرافیک، لکھنؤ
+91-7007498006